سوال

(05) آیت وَلَوْكُنتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ الایہ کا مطلب

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آیت کریمہ وَلَوْكُنتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ الایہ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ الایتہ کے قبل نازل ہوئی یا بعد؟ دوسرا علم بالشیٔ لایستلزمالقدرتہ علیک مافی قصتہ احدفانہ صلی اللہ علیہ وسلم کان عالما بانکسار السلمین لرویا راہاکمافی کتب السیر مع انہ لمایقدر علی رومااقدرہ اللہ (ج ۲ ص ۲۱۷) ایضا فیتحمل ان یکون قالہ علی سبیل التواضع والادب تیسرے آیت وَلَوْكُنتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۔ میں لو شرطیہ ہے۔ تو وقوع جزا شرط کو مستلزم ہے یا نہیں؟ اور یہ آیت قیاس اقترانی ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو آپ بصورت قیاس اقترانی اور منطق آپ اس کو بیان فرمائیں!

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

پہلی آیت سورۃ اعراف کی ہے۔ اور دوسری سورۃ جن کی دونوں سورتیں مکی ہیں۔ تفسیر اتقان میں لکھا ہے۔ اعراف جن سے پہلے اتری۔ اور ایک قول کی بنا پر آیت وَاسْأَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ مدینہ میں اتری ہے۔ اور ایک قول کی بناء پر وَاسْأَلْهُمْ سے لے کر وَإِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ تک مدینہ میں اتری ہے ملاحظہ ہو اتقان ص ۱۵ اور ۳۱ اور تفسیر جامع البیان میں ایک قول وَاسْأَلْهُمْ سے وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ تک مدنی ہونے کا نقل کیا ہے۔ مگر اس کو قیل کے ساتھ نقل کیا ہے خیر اگر یہ قول صحیح ہو تو پھر آیت وَلَوْكُنتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ بھی مدنی ہوگی کیونکہ یہ وَاسْأَلْهُمْ اور وَأَعْرِضْ کے درمیان ہے۔ اس صورت میں آیت فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ پہلے ہوگی۔ مگر اس پہلے ہونے سے سائل کا اگر یہ مقصود ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے غیب نہیں تھا۔ پیچھے ہوگیا۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ آیت فَلَا يُظْهِرُ سے علم غیب کلی ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعلی بذریعہ وحی بعض باتوں کا اظہار نبی پر کرلیتا ہے۔ سو اس سے کسی کو انکار نہیں۔ چنانچہ پہلے سوال میں ذکر ہوچکا ہے۔ اس کے علاوہ آیت کریمہ قُل لَّا يَعْلَمُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ سورۃ نمل کی آیت ہے اور نمل سورۃ جن کے بعد اتری ہے۔ چنانچہ تفسیر اتقان کے ص ۱۵ میں اس کی تصریح ہے پس آیت قُل لَّا يَعْلَمُ آیت فَلَا يُظْهِرُ کے بعد نازل ہوئی۔ اور اس کے علاوہ دیگر آیات وواقعات سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپؐ کو علم غیب نہیں تھا صرف بذریعہ وحی جس بات جس بات کا آپؐ کو پتہ لگ گیا۔ اس کا علم ہے۔ باقی باتوں میں آپؐ دیگر انسانوں کی طرح بے خبر تھے چنانچہ پہلے سوال کے جواب میں بیان ہوچکا ہے۔ اور بخاری ص ۹۷۴ جلد ۲ میں حدیث ہے کہ کئی لوگ حوض کوثر پر آئیں گے۔ فرشتے ان کو ہٹا دیں گے۔ میں کہوں گا۔ یہ تو میرے آدمی ہیں۔ ان کو کیوں ہٹایا جاتا ہے؟ میرے جواب میں کہا جائے گا۔ انک لاتدری مااحدثوابعدک یعنی تجھے علم نہیں۔ کہ انہوں نے تیرے بعد دین میں کیا کچھ بدعات پیدا کیں۔ پھر میں کہوں گا فسحقالمن غیربعدی یعنی لعنت ہو اس شخص کےلئے جس نے میرے بعد دین کو بدل دیا۔ اس حدیث سے ثابت ہوا۔ کہ آپؐ کو وفات کے بعد بھی علم غیب نہیں۔ چہ جائیں کہ زندگی میں ہو۔ ان آیتوں کے پہلے پیچھے ہونے کا سوال یہاں لایعنی سا ہے۔ جس کا کچھ نتیجہ نہیں۔ اس طرح مسئلہ علم بالشیٔ قدرت کو مستلزم

نہیں ۔اس کاتذکرہ ۔ بھی بھی بے محل ہے ۔ بلکہ سائل کو مضر ہے ۔ ہم تفسیر جمل کی پوری عبارت بقل کے دیتے ہیں ۔ اس طرح ناظرین پر حقیقت حال واضع ہوجائے گی ۔ ان شاء اللہ۔

قولہ ۔ وَلَوْكُنتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ الخ لقاء ل ان یقول لم لایجوزان یکون الشخص ہالما بالمغیب لکن لایقدر علی رفع السراء والضراء اذاالعلم بالشی ء لایستلزم القدرتہ علیہ کمافی قصتہ احدنانہ صلی اللہ علیہ وسلم کان مالما بانحسادالمومنین لردیا راہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمافی کتب السیر مع انہ لم یقدر علی ردماقدرہ اللہ واجیب بان استلزام الشط للجزاء لایلزم ان یکون عقلیاولا کلیا بل یجوزان یکون فی بعض الاوقات کزراوفی فان قلت قال اخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من المغیبات وقدجاء ت فی الصحیح بذالک وہومن اعظم معجزاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فکیف ا لجمع ینہ وبین قولہ ولوکنت اعلم الغیب لااستکثرت من الخیر قلت یحتمل ان یکون قالہ علی سبیل التوامنع والادب المعنی لااعلم الغیب الاان یطلعنی اللہ ویقدرہ لی ویحیتمل ان یکون قال ذالک قبل ان یطلعہ اللہ عزوجل علی الغیب فلما اطلعہ اللہ احبرل بہ کماقال فلایظہر علی غیبہ احد الا من ارتضی من رسول اریکون خرج ہذاالکلام مخرج الجواب عن سوء بہم ثم بعد ذالک اظہرہ اللہ تعالی علی اشیاء من المغیبات فاخبر عذبا لیمکون ذالک معجزت لہ ودلالت علی صحت نبوتہ صلی اللہ علیہ وسلم

(اتقان تفسیر جمل جلد ۲ ص ۲۵۸)

ترجمہ ۔ آیت کریمہ وَلَوْكُنتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ پر کوئی یوں اعتراض کرسکتا ہے ۔ کہ یہ کیوں جائز نہیں کہ ایک شخص کو غیب کی بات کا علم ہو ۔ مگر خیر شر کے حاصل یا دفع کرنے کی اس کو قدرت نہ ہو کیونکہ علم قدرت کو نہیں ۔ چنانچہ جنگ احد کے واقعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شکست کا علم تھا (1) ۔ بوجہ خواب کے جو آپؐ نے دیکھی جیسے کتب سیر میں ہے ۔ مگر باوجوداس کے تقدیر الہی کو رد نہیں کرسکے ۔ جواب اس کا یہ ہے کہ جزاء کا شرط کو نزوم ضروری نہیں ۔ جی عقلی ہو یا کلی ہو ۔ بلکہ جائز ہے کہ لزوم فی بعض الاوقات ہو ۔ اگر تو کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی غیب کی باتوں کی خبر دی ہے ۔ اور اس بارہ میں صیح احادیث وارد ہیں ۔ اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعظم معجزات سے ہے اور یہ آیت اس کی نفی کررہی ہے ۔ پس ان دونوں میں موافقت کس طرح ہوگی ؟ میں کہتا ہوں ۔ ہوسکتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کہنا کہ میں غیب جانتا ہوتا تو بہت بھلائی جمع کرلیتا ۔ اور مجھے برائی نہ پہنچتی ۔ یہ بطور تواضع اور ادب کے ہو مطلب یہ ہو کہ میں غیب نہیں جانتا ۔ مگر یہ کہ خدا مجھے مطلع کردے اور میرے لئے مقدر کردے اور احتمال ہے کہ آپ کا یہ کہنا اطلاع علی الغیب کے پہلے ہو ۔ جب اللہ تعالی نے آپ کو اطلاع دی تو آپؐ نے اس کی خبر کردی ۔ چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے ۔ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا الایتہ یا یہ کلام وَلَوْكُنتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ ۔ کفار کے سوال کے جواب میں واقع ہوئی ہے ۔ اس کے بعد اللہ تعالی نے کئی غیب کی اشیاء پر مطلع کردیا ۔ پس ان کی خبر دی تاکہ یہ آپؐ کا معجزہ بن کر آپؐ کی نبوت کے صیح ہونے پر دلیل ہوجائے ۔ اس عبارت میں دو اعتراض کئے ہیں ۔

ایک یہ کہ علم کو قدرت حاصل نہیں ۔ تو شرط وجزاء میں لزوم نہ ہوا ۔ حالانکہ لزوم ضروری ہے ۔ دوسرا اعتراض یہ کیا ہے ۔ کہ یہ آیت سے غیب کی نفی کرتی ہے حالانکہ آپؐ نے مغیبات سے خبر دی ہے چنانچہ احادیث میں آیا ہے ۔ پھر ایک اعتراض کا جواب دیا کہ لزوم فی بعض الاوقات کافی ہے ۔ لزوم فی بعض الاووقات کی صورت یہ ہے کہ انسان کو خدا نے مکلف بنایا ہے نیکی بدی کی قدرت دی ہے ۔ کسب معاش کرتا ہے ۔ اپنی ضرورت کے لئے کوشاں رہتا ہے ۔ اس قسم کی قدرت سب انسانوں کو حاصل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حاصل ہے ۔ پس قدرت کے ساتھ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیر وشر کا علم ہوتا ۔ تو بہت سی خیر آپؐ جمع کرلیتے اور برائی سے بچ جاتے یہی وجہ ہے لا ستکثرت من الخیر بہت سی خیر جمع کرلیتا ۔ فرمایا لاستوعبت الخیر تمام خیر جمع کرلیتا ۔ نہیں فرمایا ۔ کیونکہ تمام خیر اس وقت جمع ہوسکتی ہے جب ہر شے پر قدرت ہوتی ۔ جیسے اللہ تعالی کو ہر شے پر قدرت ہے ۔ اور اس وقت لزوم کلی ہوتا ہے ۔ نہ لزوم فی بعض الاوقات فتائل فیہ (2) فتاوی اہلحدیث روپڑی جلد اول ص ۲۱۳

---

(1) یہ کہنا بالکل غلط ہے ۔ آپ کو خواب میں جنگ احد کی تعیین نہیں بتلائی گئی نہ کسی روایت میں یہ آیا ہے ۔ بلکہ یہ خواب حدیبیہ والے خواب کی قسم ہے جس کا ذکر سورۃ فتح کے اخیر رکوع میں ہے ۱۲۰

(1) اس سے اس طر اشارہ ہے کہ یہاں لزوم فی بعض الاوقات سے اگر مخصوص زمانہ مراد ہے ۔ مثلا نزول وحی سے لیکر اس آیت وَلَوْكُنتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ کے اترتے تک یا کم وبیش جس میں اتنا استکثار خیر ہو کہ علم غیب نہ ہونے کی حالت میں اتنا نہ ہوسکے تو اس صورت میں اس کو لزوم کلی کا مقابل بنانا ٹھیک نہیں ۔ اور اگر مطلق بعض زمانہ مراد ہونے کی صورت میں لزوم جزئی ہوگا ۔ اور لزوم جزئی کی صورت میں انتفاء لازم سے التففاء لزوم ضروری نہیں

مثلا قد یکون اذا کان الشی حیوانا مان انسانا میں لزوم جزئی ہے اس میں انتفا، لازم انسان سے انتفاء ملزوم (حیوان) ضرورین نہیں اس لئے اس جگہ لو کان الشی حیوانا کان انسانا کہنا غلط ہے پس اس طرح آیت زیر بحث کو سمجھ لینا چاہیئے۔ پس صیح جواب یہ ہے کہ یہاں لزوم کلی ہے اور صورت اس کی یہ ہے کہ جو قدرت عموما ہر انسان کو حاصل ہے اس قدرت کے ساتھ اگر آپؐ کو خیر شر کا پورا علم ہوتا تو آپؐ بہت سی خیر جمع کر لیتے اور شر سے بچ بچاتے۔ اور یہ لزوم کلی ہے نہ فی بعض اولاوقات۔ کیونکہ اس قسم کی قدرت کے ساتھ جب پورا علم بھی ہو تو پھر استکثار خیر اور اختراز شر سے کی رکاوٹ؟ اور اس جواب سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دوسرا اعتراض وارد نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس آیت میں پورے علم کی نفی ہے یعنی تمام اشیاء کا علم نہیں بعض کو تو ہو آپؐ کا مغیبات سے خبر دینا چانچہ احادیث میں آیا ہے اور آپؐ کا بذریعہ وحی غیب پر مطلع ہونا جیدا کہ آیت کریمہ فَلَا يُظْهِرُ سے ثابت ہوتا ہے یہ اس آیت وَلَوْ كُنتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ کے خلاف نہیں پس تفسیر جمل میں جو بحوالہ تفسیر خازن دوسرے اعتراض کے تین جواب دیئے ہیں۔ ان کی بھی ضرورت نہ رہی۔ اور آیت وَلَوْ كُنتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ اور آیت فَلَا يُظْهِرُ میں تقدم تاخر کی بحث بھی اس محل میں بے کار ہوئی۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

[فتاوی علمائے حدیث]

جلد 10 ص 16-20

محدث فتویٰ